قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 15 مارچ 2022ء | 12 شعبان 1443 ہجری قمری | 15 امان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:64

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡہَا کَالۡمُعَلَّقَۃِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۳۰﴾

(النساء:130)

ترجمہ: اور تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے (یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف) کلیۃً نہ جُھک جاؤ کہ اس (دوسری) کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

آج کل کہیں نہ کہیں سے یہ شکایات آتی رہتی ہیں کہ بچے ہیں، اولاد ہے لیکن خاوند مختلف بہانے بنا کر شادی کرنا چاہتا ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ فرمایا اگر انصاف نہیں کر سکتے تو شادی نہ کرو اور انصاف میں ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ اگر آمد ہی اتنی نہیں کہ گھر چلا سکو تو پھر ایک اور شادی کا بوجھ اٹھا کر پہلی بیوی بچوں کے حقوق چھیننے والی بات ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک جگہ فرمایا ہے کہ اگر مجبوری کی وجہ سے دوسری شادی کرنی ہی پڑے تو پھر اس صورت میں پہلی بیوی کا پہلے سے بڑھ کر خیال رکھو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 430 ایڈیشن 1988ء)

لیکن عملاً جو آج کل ہمیں معاشرے میں نظر آتا ہے پہلی بیوی اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف سے آہستہ آہستہ بالکل آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ مالی کشائش اور دوسرے حقوق کی ادائیگی میں بے انصافی تو نہیں ہو گی؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلاء میں نہ ڈالے‘‘

(الحکم جلد 2 نمبر 2 مورخہ 6 مارچ 1898ء صفحہ 2)

دوسری شادی کر کے۔

پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کر کے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ مَیں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما۔ اور یہ

بقیہ صفحہ 4 پر

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

عَنۡ عَآئِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقۡسِمُ بَیۡنَ نِسَآئِہٖ فَیَعۡدِلُ، وَیَقُوۡلُ: اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ قِسۡمَتِیۡ فِیۡمَاۤ اَمۡلِکُ، فَلَا تَلُمۡنِیۡ فِیۡمَا تَمۡلِکُ وَلَاۤ اَمۡلِکُ

(سنن الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء فی التسویۃ بین الضرائر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان باری مقرر فرما رکھی تھی، اور آپ ہر طرح سے کامل عدل اور برابری کا معاملہ فرماتے تھے۔ (لیکن اس کے باوجود) آپ کی زبان پر یہ دعا رہتی تھی: اے اللہ یہ تقسیم ان معاملات میں ہے جو میری قدرت میں ہے، لیکن مجھ سے اس چیز کے متعلق مؤاخذہ مت فرما جو میرے اختیار میں نہیں بلکہ تیرے اختیار میں ہے (یعنی دل)۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

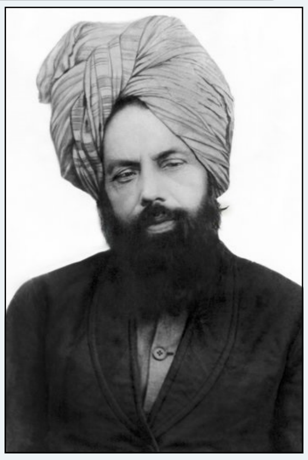

ایڈیٹر صاحب البدر تحریر کرتے ہیں کہ:

بارہا دیکھا گیا اور تجربہ کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص خفیف عذرات پر عورت سے قطع تعلق کرنا چاہتا ہے تو یہ امر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملال کا موجب ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص سفر میں تھا اس نے اپنی بیوی کو لکھا کہ اگر وہ بدیدن خط جلدی اس کی طرف روانہ نہ ہو گی تو اُسے طلاق دے دی جاوے گی۔

سُنا گیا ہے کہ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:۔

جو شخص اس قدر جلدی قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ہم کیسے اُمید کر سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس کا پکا تعلق ہے۔

ایسا ہی ایک واقعہ اب چند دنوں سے پیش تھا کہ ایک صاحب نے اوّل بڑے چاہ سے ایک شریف لڑکی کے ساتھ نکاح ثانی کیا مگر بعد ازاں بہت سے خفیف عذر پر دس ماہ کے اندر ہی انہوں نے چاہا کہ اس سے قطع تعلق کر لیا جاوے۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام کو بہت سخت ملال ہوا اور فرمایا کہ:۔

مجھے اس قدر غصہ ہے کہ مَیں اسے برداشت نہیں کر سکتا اور ہماری جماعت میں ہو کر پھر یہ ظالمانہ طریق اختیار کرنا سخت عیب کی بات ہے۔ چنانچہ دوسرے دن پھر حضور علیہ السلام نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ:۔

وہ صاحب اپنی اس نئی یعنی دوسری بیوی کو علیحدہ مکان میں رکھیں جو کچھ زوجہ اوّل کو دیویں وہی اسے دیویں ایک شب اُدھر رہیں تو ایک شب اِدھر رہیں اور دوسری عورت کوئی لونڈی غلام نہیں ہے بلکہ بیوی ہے اُسے زوجہ اوّل کا دستِ نگر کر کے نہ رکھا جاوے۔

ایسا ہی ایک واقعہ اس سے پیشتر کئی سال ہوئے پہلے گزر چکا ہے کہ ایک صاحب نے حصولِ اولاد کی نیت سے نکاح ثانی کیا اور بعد نکاح رقابت کے خیال سے زوجہ اوّل کو جو صدمہ ہوا۔ اور نیز خانگی تنازعات نے ترقی پکڑی تو انہوں نے گھبرا کر زوجہ ثانی کو طلاق دے دی۔ اس پر حضرت اقدس نے ناراضگی ظاہر فرمائی۔ چنانچہ اس خاوند نے پھر اس زوجہ کی طرف میلان کر کے اسے اپنے نکاح میں لیا اور وہ بیچاری بفضل خدا اس دن سے اب تک اپنے گھر میں آباد ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم 175-176 ایڈیشن 2018ء)

اس شمارہ میں

درخت پر طوطا اور گاؤں کے بچے (منظوم)

کتاب تعلیم کی تیاری

دوسرا بھائی

استحکام خلافت

دربارِ خلافت

پس اصل طاقت خدا تعالیٰ کے فضل اور اُس کی تائیدات و نصرت کی ہوتی ہے، نہ ظاہری شان و شوکت کی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت امیر محمد خان صاحبؓ جنہوں نے 1903ء میں بیعت کی، فرماتے ہیں کہ جنوری 1917ء بروز جمعرات مَیں نے خواب میں ایک شخص کو سرپٹ گھوڑا دوڑاتے چلے آتے دیکھا اور مَیں ایک کنوئیں کے پاس میدان میں کھڑا تھا۔ اُس شخص نے گھوڑے سے اُتر کر مجھے کہا کہ مَیں بادشاہ ہوں اور احمد علی میرا نام ہے۔ میرے لئے دعا کی جائے۔ تب مَیں نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا اور اُس نے بھی میرے ساتھ دعا میں شمولیت اختیار کی۔ جب ہم دعا سے فارغ ہوئے تو وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ گھوڑا دوڑا کر واپس چلا گیا۔ ابھی تھوڑی دور گیا تھا کہ اُس کا بیشمار لشکر گرد و غبار اُڑاتا ہوا اُس سے آ ملا۔ (یہ خواب بیان فرما رہے ہیں) جسے وہ ساتھ لے کر مخالف لشکر کے مقابلہ میں ڈٹ گیا۔ مخالف کا لشکر ہتھیاروں اور وردیوں سے سجا ہوا تھا جسے دیکھ کر اُس کا مقابلہ مشکل نظر آتا تھا۔ تب کسی نے کہا، دونوں کے مقابلہ کی یہ کوئی نسبت نہیں تھی۔ لیکن پھر کہتے ہیں کسی نے خواب میں ان کو کہا۔ کیا مور کی سجاوٹ کم ہوتی ہے۔ (یہ فوجی سجے تو ہوئے ہیں، مور بھی بڑا خوبصورت ہوتا ہے، سجا ہوتا ہے) مگر جونہی بندوق کی آواز سنتا ہے فوراً بھاگ جاتا ہے اور غاروں میں جا چھپتا ہے۔ اس طرح مخالف کا لشکر بھاگ جائے گا۔ پھر کہتے ہیں میری آنکھ کھل گئی"۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 6 صفحہ 151۔ الف از روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

پس اصل طاقت خدا تعالیٰ کے فضل اور اُس کی تائیدات و نصرت کی ہوتی ہے، نہ ظاہری شان و شوکت کی۔ جو کام دعاؤں سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے سے ہوتا ہے، وہ ظاہری شان و شوکت سے نہیں ہوتا۔ ہاں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اور اُس وقت کے آنے پر اللہ تعالیٰ پھر اُس کا انجام دکھاتا ہے۔

حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانیؓ فرماتے ہیں۔ ان کی بیعت 23/ نومبر 1889ء کی ہے۔ چھوٹی سی خواب ہے۔ کہتے ہیں کہ کنڈے میں حضور ایک جگہ ٹہل رہے تھے (جگہ کا نام ہے، کنڈا) وہاں اُس وقت اکیلے تھے۔ مَیں نے کچھ رقم حضور کے پیش کی۔ شاید وہ بیس روپے سے دو تین روپے کم تھے۔ تو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کیسے ہیں؟ مَیں نے کہا حضور مجھے خواب آئی تھی کہ مَیں نے اتنی رقم آپ کو دی ہے، خواب پوری کی ہے۔ آپ نے منظور فرمائی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 7 صفحہ 424 روایات حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانیؓ)

حضرت امیر محمد خان صاحبؓ فرماتے ہیں جن کا بیعت کا سن 1903ء ہے کہ میرے بڑے بھائی چوہدری عطا محمد خان صاحب کا ایک زمین کے متعلق مقدمہ تھا۔ مَیں نے 21/ جنوری 1913ء کو خواب میں دیکھا کہ اُن کی بیوی غیر سے نکاح کر رہی ہے۔ چنانچہ وہ مقدمہ خارج ہو گیا اور وہ جائیداد بھی ہاتھ سے نکل گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 6 صفحہ 144 روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

بعض دفعہ بعض لوگ خواب بھیج دیتے ہیں۔ کوئی خواب دیکھی تو بقیہ صفحہ 8 پر

درخت پر طوطا اور گاؤں کے بچے

(کلام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ)

"چڑیا" والی نظم تو کھڑے کھڑے شاید پانچ منٹ میں آپ نے کہی تھی اور متین کو یاد کروا کے سنی بھی۔ کچھ عرصے کے بعد ایک دن آئے تو ایک کاغذ پر اپنے ہاتھ سے "طوطے" پر ایک نظم لکھی ہوئی تھی۔ کہنے لگے لو میں تمہارے لیے نظم لکھ کر لایا ہوں یاد کر لو۔ متین کو طوطا پالنے کا بچپن میں بہت شوق تھا۔ یہ نظم بھی درج ذیل کرتی ہوں۔ یہ حضور کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی میرے پاس محفوظ ہے۔

پیارے طوطے بھولے بھالے
ہم ہیں تیرے چاہنے والے
بیر اور گنے لائیں گے ہم
تجھ کو خوب کھلائیں گے ہم

تیرا سبز لباس غضب ہے
کیا ہی پھبن ہے، کیسی چھب ہے
پنجرہ اک اچھا سا بنا کر
رکھیں گے تجھے اس میں چھپا کر

اوپر لال سی جاکٹ ہے
سج کر بیٹھا ہے بن ٹھن کے
میٹھے بول سکھائیں گے ہم
تجھ کو خوب پڑھائیں گے ہم

جب بیٹھا ہو پیڑ کے اوپر
کھیل رہے ہو پر پھیلا کر
بیٹھ کے تیری باتیں سنیں گے
تجھ سے کوئی کام نہ لیں گے

اس کی سبزی تجھ کو چھپائے
رنگ ترا اس سے مل جائے
اچھے طوطے گر نہیں آتا
اپنا نام تو ہم کو بتا جا

کیوں بیٹھا ہے پیڑ پہ جا کر
بیٹھ ہمارے پاس تو آ کر
طوطا بولا نام ہمارا
میٹھو ہے، کیوں ہے ناں پیارا؟

تجھ کو ہم چوری ڈالیں گے
پیار و محبت سے پالیں گے
یہ کہتے ہی پر پھیلا کر
تول کے دم اور چونچ دبا کر

اڑ گیا طوطا شور مچا کر
چھپ گیا وہ بادل میں جا کر

(سوانح فضل عمر جلد پنجم صفحہ 392-393)

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 36

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

• نماز کیا ہے؟ ایک قسم کی دُعا ہے جو انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حَسَنات کا مستحق اور انعام الٰہیہ کا مورد بنا دیتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ اسم اعظم ہے اللہ تعالیٰ نے ان تمام صفات کو اس کے تابع رکھا ہے۔ اب ذرا غور کرو۔ نماز کی ابتداء اذان سے شروع ہوتی ہے۔ اذان اَللّٰہُ اَکۡبَرُ سے شروع ہوتی ہے۔یعنی اللہ کے نام سے شروع ہو کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اللہ ہی پر ختم ہوتی ہے۔ یہ فخر اسلامی عبادت ہی کو ہے کہ اس میں اوّل اور آخر میں اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہے نہ کچھ اَور۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی عبادت کسی قوم اور ملت میں نہیں ہے۔ پس نماز جو دُعا ہے اور جس میں اللہ کو جو خدائے تعالیٰ کا اسم اعظم ہے مقدم رکھا ہے۔ ایسا ہی انسان کا اسم اعظم استقامت ہے۔

اسم اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ: 6) میں اس کی طرف ہی اشارہ فرمایا ہے۔ اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا (حم السجدہ: 31)۔یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رُبوبیت کے نیچے آ گئے اور اس کے اسم اعظم استقامت کے نیچے جب بیضۂ بشریت رکھا گیا۔ پھر اس میں اس قسم کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ ملائکہ کا نزول اس پر ہوتا ہے اور کسی قسم کا خوف وحزن ان کو نہیں رہتا۔ میں نے کہا ہے کہ استقامت بڑی چیز ہے۔ استقامت سے کیا مراد ہے؟ ہر ایک چیز جب اپنے عین محل اور مقام پر ہو وہ حکمت اور استقامت سے تعبیر پاتی ہے۔مثلاً دُوربین کے اجزاء کو اگر جدا جدا کر کے ان کو اصل مقامات سے ہٹا کر دوسرے مقام پر رکھ دیں۔ وہ کام نہ دے گی۔غرض وضع الشیء فی محلّہٖ کا نام استقامت ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ ہیئت طبعی کا نام استقامت ہے۔ پس جب تک انسانی بناوٹ کو ٹھیک اسی حالت پر نہ رہنے دیں اور اُسے مستقیم حالت میں نہ رکھیں وہ اپنے اندر کمالات پیدا نہیں کرسکتی۔ دُعا کا طریق یہی ہے کہ دونوں اسم اعظم جمع ہوں۔ اور یہ خدا کی طرف جاوے کسی غیر کی طرف رجُوع نہ کرے خواہ وہ اس کی ہوا و ہوس ہی کا بُت کیوں نہ ہو۔ جب یہ حالت ہوجائے تو اس وقت اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن: 61) کا مزا آجاتا ہے۔

پس میں چاہتا ہوں کہ آپ استقامت کے حصول کے لئے مجاہدہ کریں اور ریاضت سے اُسے پائیں کیونکہ وہ انسان کو ایسی حالت پر پہنچا دیتی ہے جہاں اُس کی دُعا قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے۔ اس وقت بہت سے لوگ دُنیا میں موجود ہیں جو عدم قبولیت دُعا کے شاکی ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ افسوس تو یہ ہے کہ جب تک وہ استقامت پیدا نہ کریں دُعا کی قبولیت کی لذّت کو کیونکر پا سکیں گے۔ قبولیت دُعا کے نشان ہم اسی دُنیا میں پاتے ہیں۔ استقامت کے بعد انسانی دل پر ایک برودت اور سکینت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ کسی قسم کی بظاہر ناکامی اور نامُرادی پر بھی دل نہیں جلتا۔ لیکن دُعا کی حقیقت سے ناواقف رہنے کی صورت میں ذرا ذرا سی نامرادی بھی آتش جہنّم کی ایک لپٹ ہو کر دل پر مستولی ہو جاتی ہے اور گھبرا گھبرا کر بے قرار کئے دیتی ہے۔ اسی کی طرف ہی اشارہ ہے۔ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ۔ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ (الھمزۃ: 7-8)۔ بلکہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ تپ بھی نار جہنّم کا ایک نمونہ ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 20-22 ایڈیشن 1984ء)

• میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص ان سب باتوں سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے۔ وہی مومن ہے۔ اور جب ایک شخص خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ اُسے چھوڑ دے۔ یہ مت سمجھو کہ خدا ظالم ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے کچھ کھوتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ پا لیتا ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لو اور اولاد کی خواہش نہ کرو تو یقیناً اور ضروری سمجھو کہ اولاد مِل جاوے گی۔ اور اگر مال کی خواہش نہ ہو تو وہ ضرور دیدے گا۔تم دو کوششیں مت کرو کیونکہ ایک وقت دو کوششیں نہیں ہوسکتی ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کی سعی کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اسلام کی اصل جڑ توحید ہے۔یعنی خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو اور خُدا اور اس کے رسُولوں پر طعن کرنے والا نہ ہو خواہ کوئی بَلا یا مصیبت اس پر آئے، کوئی دُکھ یا تکلیف یہ اُٹھائے مگر اس کے مُنہ سے شکایت نہ نکلے۔ بَلا جو انسان پر آتی ہے وہ اس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے۔ خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اُسے بَلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بَلا نہیں ہوتی وہ ایلام برنگ انعام ہوتا ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے اس کو دوسرے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے لیکن جن لوگوں کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا اور ان کی شامتِ اعمال ان پر کوئی بلا لاتی ہے تو وہ اَور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا (البقرہ: 11)

پس ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو۔ تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اس کو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک قوم کو فنا کر کے دوسری پیدا کرے۔ یہ زمانہ لوطؑ اور نوحؑ کے زمانہ سے ملتا ہے۔ بجائے اس کے کہ کوئی شدید عذاب آتا اور دنیا کا خاتمہ کر دیتا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے اور اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 116-118 ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر حقوق

• میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ استقامت جس پر میں نے ذکر چھیڑا تھا۔ وہی ہے جس کو صُوفی لوگ اپنی اصطلاح میں فنا کہتے ہیں اور اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ: 6) کے معنے بھی فنا ہی کے کرتے ہیں۔یعنی رُوح کے جوش اور ارادے سب کے سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہو جائیں اور اپنے جذبات اور نفسانی خواہشیں بالکل مر جائیں۔بعض انسان جو اللہ تعالیٰ کی خواہش اور ارادے کو اپنے ارادوں اور جوشوں پر مقدم نہیں کرتے وہ اکثر دفعہ دُنیا ہی کے جوشوں اور ارادوں کی ناکامیوں میں اس دُنیا سے اُٹھ جاتے ہیں۔ ہمارے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر کو مقدمات میں بڑی مصروفیت رہتی تھی اور ان میں وہ یہاں تک منہمک اور محو رہتے تھے کہ آخر ان ناکامیوں نے ان کی صحت پر اثر ڈالا اور وہ انتقال کر گئے۔ اور بھی بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے ارادوں کو خدا پر مقدم کرتے ہیں۔ آخر کار اس تقدیم ہوائے نفس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتے اور بجائے فائدہ کے نقصان عظیم اُٹھاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 18-19 ایڈیشن 1984ء)

• ایسے لوگ جو خدا میں محو ہیں خدا تعالیٰ نے اُن کو وہ شربت پلایا ہے جس نے ان کے دل اور خیالات اور ارادات کو پاک کر دیا۔ نیک بندے وہ شربت پی رہے ہیں جس کی مِلَونی کافُور ہے وہ اس چشمہ سے پیتے ہیں جس کو وہ آپ ہی چیرتے ہیں۔ اور مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ کافور کا لفظ اس واسطے اس آیت میں اختیار کیا گیا ہے کہ لغت عرب میں کفر دبانے اور ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔سو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے ایسے خلوص سے انقطاع اور رجوع الی اللہ کا پیالہ پیا ہے کہ دنیا کی محبت بالکل ٹھنڈی ہوگئی ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ تمام جذبات دل کے خیال ہی سے پیدا ہوتے ہیں اور جب دل ان نالائق خیالات سے بہت ہی دُور چلا جاوے اور کچھ تعلقات ان سے باقی نہ رہیں تو وہ جذبات بھی آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے ہیں یہاںتک کہ نابُود ہو جاتے ہیں۔سو اس جگہ خدا تعالیٰ کی یہی غرض ہے اور وہ اس آیت میں یہی سمجھاتا ہے کہ وہ اس کی طرف کامل طور سے جُھک گئے۔ وہ نفسانی جذبات سے بہت ہی دُور نِکل گئے ہیں اور ایسے خدا تعالیٰ کی طرف جُھکے کہ دُنیا کی سرگرمیوں سے اُن کے دل ٹھنڈے ہو گئے اور ان کے جذبات ایسے دب گئے جیسا کہ کافور زہریلے مادوں کو دبا دیتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ وہ لوگ اس کافوری پیالہ کے بعد

وہ پیالے پیتے ہیں جس کی ملونی زنجبیل ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ زنجبیل دو لفظوں سے مرکب ہے یعنی زنا اور جبل سے۔ اور زنا لغت عرب میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل پہاڑ کو۔ اس کے ترکیبی معنے یہ ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اب جاننا چاہئے کہ انسان پر ایک زہریلی بیماری کے فرو ہونے کے بعد اعلیٰ درجہ کی صحت تک دو حالتیں آتی ہیں۔ ایک وہ حالت جبکہ زہریلے مواد کا جوش بکلّی جاتا رہتا ہے اور خطرناک مادوں کا جوش رُو باصلاح ہو جاتا ہے اور سمّی کیفیات کا حملہ بخیر و عافیت گزر جاتا ہے۔ اور ایک مہلک طوفان جو اُٹھا تھا نیچے دب جاتا ہے۔ لیکن ہنوز اعضاء میں کمزوری باقی ہوتی ہے۔ کوئی طاقت کا کام نہیں ہوسکتا۔ ابھی مُردہ کی طرح افتاں و خیزاں چلتا ہے۔ دوسری وہ حالت ہے کہ جب اصل صحت عود کر آتی ہے اور بدن میں طاقت بھر جاتی ہے اور قوت کے بحال ہونے سے یہ حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے کہ بلا تکلّف پہاڑ کے اُوپر چڑھ جاوے اور نشاط خاطر سے اُونچی گھاٹیوں پر دوڑتا چلا جاوے۔ سو سلوک کے تیسرے مرتبہ میں یہ حالت میسّر آتی ہے۔ ایسی حالت کی نسبت اللہ تعالیٰ آیت موصوفہ میں اشارہ فرماتا ہے کہ انتہائی درجہ کے باخدا لوگ وہ پیالے پیتے ہیں جن میں زنجبیل ملی ہوئی ہے یعنی وہ رُوحانی حالت کی پُوری قوت پاکر بڑی بڑی گھاٹیوں پر چڑھ جاتے ہیں اور بڑے بڑے مشکل کام اُن کے ہاتھ سے انجام پذیر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں حیرت ناک جانفشانیاں دکھلاتے ہیں۔

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ علم طب کی رو سے زنجبیل وہ دوا ہے جسے ہندی میں سونٹھ کہتے ہیں۔ وہ حرارت غریزی کو بہت قوت دیتی ہے اور دستوں کو بند کرتی ہے اور اس کا نام زنجبیل اسی واسطے نام رکھا گیا ہے کہ گویا وہ کمزور کو ایسا قوی کرتی ہے اور ایسی گرمی پہنچاتی ہے جس سے وہ پہاڑوں پر چڑھ سکے۔ ان متقابل آیتوں کے پیش کرنے سے جن میں ایک جگہ کافور کا ذکر ہے اور ایک جگہ زنجبیل کا، خدا تعالیٰ کی یہ غرض ہے کہ تا اپنے بندوں کو سمجھائے کہ جب انسان جذبات نفسانی سے نیکی کی طرف حرکت کرتا ہے تو پہلے پہل اس حرکت کے بعد یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ اس کے زہریلے مواد نیچے دبائے جاتے ہیں اور نفسانی جذبات رُو بکمی ہونے لگتے ہیں جیسا کہ کافور سے زہریلے مواد کا جوش بالکل جاتا رہتا ہے۔ اور ایک کمزور صحت جو ضعف کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے حاصل ہو جاتی ہے تو پھر دُوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ ضعیف بیمار زنجبیل کے شربت سے قوت پاتا ہے اور زنجبیل شربت خدا تعالیٰ کے حُسن و جمال کی تجلّی ہے جو رُوح کی غذا ہے۔ جب اس تجلّی سے انسان قوت پکڑتا ہے تو پھر بلند اور اُونچی گھاٹیوں پر چڑھنے کے لائق ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسی حیرت ناک سختی کے کام دکھلاتا ہے کہ جب تک یہ عاشقانہ گرمی کسی کے دل میں نہ ہو، ہرگز ایسے کام دکھلا نہیں سکتا۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جگہ ان دو حالتوں کے سمجھانے کے لئے عربی زبان کے دو لفظوں سے کام لیا ہے۔ ایک کافور جو نیچے دبانے والے کو کہتے ہیں اور دوسرے زنجبیل جو اوپر چڑھنے والے کو کہتے ہیں۔ اور اس راہ میں یہی دو حالتیں سالکوں کیلئے واقع ہیں۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 30-32 ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

•بعد ادائیگی جمعہ گرد و نواح کے لوگوں نے بیعت کی اور حضرت اقدس نے ان کو ایک مختصر تقریر نماز روزہ کی پابندی اور ہر ایک ظلم وغیرہ سے بچنے پر فرمائی کہ اپنے گھروں میں عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں سب کو نیکی کی نصیحت کریں اور جیسے درختوں اور کھیتوں کو اگر پورا پانی نہ دیا جاوے تو وہ پھل نہیں لاتے۔ اسی طرح جب تک نیکی کا پانی دل کو نہ دیا جاوے تو وہ بھی انسان کے لئے کسی کام کا نہیں ہوتا۔ جو نیک بن جاتا ہے اس پر یہ بلا طاعون نہیں پڑتی موت تو سب کو آتی ہے اور اس کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ مگر جن موتوں میں ایک قہر کی بو ہوتی ہے وہ نہیں ہوتیں۔ ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں سے پرہیز کی تاکید فرمائی۔ انبیاء کی وصیت یاد دلائی کہ صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے اگر پیسا پاس نہ ہو تو ایک بوکہ (ڈول) پانی کا کسی کو بھر دو یہ بھی صدقہ ہے اپنے مال اور بدن سے کسی کی خدمت کر دینی یہ بھی صدقہ ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 193، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

•اگر کوئی مہمان آوے اور سبّ و شتم تک بھی اس کی نوبت پہنچے تو تم کو چاہئے کہ چپ کر رہو جس حال میں کہ وہ ہمارے حالات سے واقف نہیں ہے نہ ہمارے مُریدوں میں وہ داخل ہے تو کیا حق ہے کہ ہم اس سے وہ ادب چاہیں جو ایک مرید کو کرنا چاہئے۔ یہ بھی ان کا احسان ہے کہ نرمی سے بات کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہماری جماعت پر وہ دن آوے کہ جو لوگ محض ناواقف ہیں اگر وہ آویں تو بھائیوں کی طرح سلوک کریں۔ بھلا ان لوگوں کو کیا پڑی ہے کہ تکلیف اُٹھا کر کچی سڑک پر دھکے کھاتے آتے ہیں۔ پیغمبر خدا فرماتے ہیں کہ زیارت کرنے والے کا حق ہے کہ جو چاہے کہے۔ ہمارے لئے تلخی کرنا معصیت ہے ان کو اسی لئے ٹھہراتا ہوں کہ یہ غلطی رفع ہو۔ بھائیوں کی طرح سلوک کیا کرو اور پیش آیا کرو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 202 حاشیہ ایڈیشن 1984ء)

•غرض ایک طرف تو یہ صلیبی فتنہ انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ دوسری طرف صدی ختم ہوگئی، تیسری طرف اسلام کا ہر پہلو سے ضعیف ہونا، کسی طرف نظر اُٹھا کر دیکھو طبیعت کو بشاشت نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں ہم چاہتے ہیں کہ پھر خدا کا جلال ظاہر ہو۔ مجھے محض ہمدردی سے کلام کرنا پڑتا ہے ورنہ میں جانتا ہوں کہ غائبانہ میری کیسی ہنسی کی جاتی ہے اور کیا کیا افتراء ہوتے ہیں۔ مگر جو جوش خدا نے مجھے ہمدردی مخلوق کا دیا ہوا ہے وہ مجھے ان باتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کرنے دیتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا مولا میرے ساتھ ہے۔ ایک وقت تھا کہ ان راہوں میں میں اکیلا پھرا کرتا تھا۔ اس وقت خدا نے مجھے بشارت دی کہ تو اکیلا نہ رہے گا بلکہ تیرے ساتھ فوج در فوج لوگ ہوں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ تو ان باتوں کو لکھ لے اور شائع کر دے کہ آج تیری یہ حالت ہے پھر نہ رہے گی۔ میں سب مقابلہ کرنے والوں کو پست کر کے ایک جماعت کو تیرے ساتھ کر دوں گا۔ وہ کتاب موجود ہے مکّہ معظّمہ میں بھی اس کا ایک نسخہ بھیجا گیا تھا۔ بخارا میں بھی اور گورنمنٹ میں بھی۔ اس میں جو پیشگوئیاں 22 سال پیشتر چھپ کر شائع ہوئی ہیں وہ آج پوری ہو رہی ہیں۔ کون ہے جو ان کا انکار کرے۔ ہندو، مسلمان اور عیسائی سب گواہی دیں گے کہ یہ اس وقت بتایا گیا تھا جب میں اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ تیری مخالفت ہوگی مگر میں تجھے بڑھاؤں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اب ایک آدمی سے پونے دو لاکھ تک تو نوبت پہنچ گئی دوسرے وعدے بھی ضرور پورے ہوں گے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 207-208 ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم)

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہرحال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء: 130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو ایسے معاملات جن میں انسان کو اختیار نہ ہو اس میں کامل عدل تو ممکن نہیں لیکن جو انسان کے اختیار میں ہے اس میں انصاف بہرحال ضروری ہے۔ اور ظاہری انصاف جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کہ کھانا، پینا، کپڑے، رہائش اور وقت وغیرہ سب شامل ہیں۔ اگر صرف خرچ دیا اور وقت نہ دیا تو یہ بھی درست نہیں اور صرف رہائش کا انتظام کر دیا اور گھریلو اخراجات کے لئے چھوڑ دیا کہ عورت لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی پھرے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ پس ظاہری لحاظ سے مکمل ذمہ داری مرد کا فرض ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس کا جھکاؤ صرف ایک طرف ہو اور دوسری کو نظر انداز کرتا ہو تو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک حصہ جسم کا کٹا ہوا یا علیحدہ ہوگا۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء باب میل الرجل حدیث نمبر 3942)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ ظاہری حقوق دونوں کے ادا کرو اور کسی بیوی کو بھی اس طرح نہ چھوڑو کہ وہ بیوی ہونے کے باوجود ہر حق سے محروم ہو۔ نہ اسے علیحدہ کر رہے ہو اور نہ اس کا حق صحیح طرح ادا کیا جا رہا ہو۔ ایک مومن کا وطیرہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ پس مومن کا فرض ہے کہ ان کاموں سے بچے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اور اپنی اصلاح کرے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 مئی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء
دوسرا بھائی
قسط 7

ایک بھائی نے خدا تعالیٰ کی خاطر اپنی جان مال آرام اور سکون کی بھی پرواہ نہ کی اور خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایک صحرا میں ڈیرے ڈال لئے۔ دوسرے بھائی نے بھی خدا تعالیٰ سے محبت اور پیار کا تعلق نہ صرف قائم رکھا بلکہ اسے مضبوط تر کرتا چلا گیا۔ یوں وہ بھی خدا تعالیٰ کی اس نعمت سے سرفراز کیا گیا جس کا نام نبوت ہے۔

’میں حیران ہوں کہ یہ کیسی خبر ہے؟ حضرت سارہ نے اپنے دل میں سوچا ایک طرف اسے سن کر خوشی محسوس ہو رہی ہے لیکن دوسری جانب حیرت بھی ہے۔ عمر کے اس حصہ میں جسے ہم بڑھاپا کہتے ہیں بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری ایک عجیب سی کیفیت پیدا کر رہی ہے۔ حضرت سارہ جو ایک لمبے عرصہ سے بے اولاد تھیں اور اس وقت اپنی عمر کا بڑا حصہ گزار کر بوڑھی ہو چکی تھیں خدا تعالیٰ کی بشارت پر خوش بھی تھیں اور حیران بھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اور ان کی بیوی حضرت سارہ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ اب تمہاری دعائیں جو تم اولاد کے لئے کرتے رہے ہو ان کی قبولیت کا وقت آ گیا ہے۔ ہم تمہیں بے اولاد ہونے کا جو غم تھا اب اس غم کو بھول جاؤ کیونکہ اب خوشیوں کے دن آنے والے ہیں۔ ہنسنے کے دن آنے والے ہیں۔

آپ کی ازواج میں سے دو خاص طور پر معروف ہیں۔ ایک حضرت اسماعیلؑ کی والدہ تھیں اور دوسری حضرت اسحاقؑ کی والدہ تھیں حضرت اسماعیلؑ کے ذکر میں ہم نے پڑھا تھا کہ ایک لمبا عرصہ بے اولاد رہنے کے بعد بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی فریاد سن لی اور انہیں قبولیت دعا کے نشان کے طور پر ایک بیٹے کی بشارت دی جس کا نام حضرت اسماعیل (جس کا مطلب ہے خدا سنتا ہے) رکھا گیا حضرت سارہؑ جو حضرت ابراہیمؑ کی دوسری بیوی تھیں وہ جہاں حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش پر خوش ہوئی ہوں گی وہاں انہیں اپنی محرومی کا احساس بھی شدت سے ہوا ہوگا۔ کیونکہ ابھی تک بے اولاد تھیں۔ چنانچہ ان کے دل کی کیفیت دعا بن کر نکلی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی فضل کرنے کا فیصلہ بھی کیا اور حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش کے چند سالوں بعد حضرت اسحاقؑ کی پیدائش کی خبر حضرت سارہ اور حضرت ابراہیمؑ کے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام لے کر آئی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام اسحاق رکھا۔ (جس کا مطلب ہے ہنسی) حضرت اسحاقؑ اپنے گھر میں پرورش پانے لگے۔ بائبل کے مطابق جب آپ آٹھ دن کے ہوئے تو آپ کا ختنہ کیا گیا۔

دن گزرتے گئے اور آپ جوان ہو گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کو آپ سے بہت محبت تھی۔ اس لئے آپ انہیں اپنی نظروں سے دور نہیں کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف آپ کی یہ خواہش بھی تھی کہ اسحاق کی شادی کر دی جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بھتیجے بتوئل کو یہ پیغام بھجا کہ میں اسحاق کی شادی تمہارے خاندان میں کرنا چاہتا ہوں لیکن میں اسحاق کو اپنی نظروں سے دور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر تم اپنی بیٹی کا رشتہ اسحاق کے لئے منظور کرو تو اسے میرا پیغام لانے والے شخص کے ساتھ ہمارے گھر بھجوا دو۔ یہ پیغام سن کو بتوئل اور اس کے بیٹے لابان کو بہت خوشی ہوئی اور یوں بتوئل کی بیٹی ربقہ سے حضرت اسحاقؑ کی شادی ہو گئی۔ یہ شادی اپنی ذات میں بہت برکات کا باعث بنی کیونکہ اس شادی کے نتیجہ میں حضرت اسحاقؑ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کی نسل میں کئی بزرگ انبیاء پیدا ہوئے۔

بہر حال حضرت اسحاق شادی کے بعد اسی علاقہ کنعان میں رہتے رہے۔ لیکن ایک مرتبہ کنعان میں شدید قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے حضرت اسحاق کو یہ علاقہ چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی اور آپ فلسطین کے علاقہ جیرہ میں آباد ہو گئے۔ آپ کا انتقال جبرون میں ہوا اور آپ کو بھی حضرت ابراہیم کی قبر کے ساتھ مکفیلہ کے غار میں دفن کیا گیا۔ اب اس جگہ کو الخلیل کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یاد میں ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کا نام الخلیل ہے۔

رپورٹ: ذیشان محمود۔ مربی سلسلہ و استاذ احمدیہ سیکنڈری اسکول روکوپر، سیرالیون

احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول روکوپر، سیرالیون میں جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کا بابرکت انعقاد

مجلس نصرت جہاں کے تحت سیرالیون میں قائم ہونے والے احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر 50 سال سے دینی و دنیاوی تعلیم دے رہا ہے۔ پرائمری سکول 1938ء میں حضرت مولانا الحاج نذیر احمد علی صاحب مرحوم نے جبکہ احمدیہ مسلم جونیئر سیکنڈری سکول 1972ء میں مکرم منصور احمد بشیر صاحب نے قائم فرمایا تھا۔ پرائمری و سیکنڈری سکول کی علیحدہ علیحدہ عمارت میں دو ہزار سے زائد طلباء علم حاصل کر رہے ہیں۔ سکول ہذا میں محترم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں بھی بطور پرنسپل خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 18 فروری 2022ء کو سکول میں جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کا کامیاب انعقاد کیا گیا۔ جلسہ کے لئے طلباء کی تیاری ماہ جنوری کے آغاز سے کر دی گئی تھی۔

امتحانات کے باعث مورخہ 17 فروری 2022ء بروز جمعرات اسمبلی کے معاً بعد مکرم موسیٰ کے ڈی محمود صاحب (پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر و ریجنل صدر) کی زیر صدارت جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کا آغاز ہوا۔

عزیزم ادریسہ کے کمارا (کلاس JSS3) نے سورۃ النور کی آیات 56 مع انگریزی ترجمہ پیش کیں۔ جس کے بعد عزیزم سعید واے کمارا (SSS3) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد کے حوالے سے مذکور حدیث یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ پیش کی اور مختصر اُس کا پورا ہونا بیان کیا۔ پرائمری سکول کی

کلاس ششم کے طالب علم عزیزم شیخو الامین بیلا نے حضرت مصلح موعودؓ کی آمین کے موقع پر کہا گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ”حمد و ثناء اسی کو“ مترنم آواز میں مع ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں طالب علم عزیزم سعید و ایس سُمّہ (SSS2) پیشگوئی کے الفاظ پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد دو احمدی طالبات پر مشتمل گروپ نے ترانہ خلافت پیش کیا۔

اس کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پس منظر اور چند علامات کا ذکر کر کے بتایا کہ یہ پیشگوئی جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ کی ذات میں پوری ہوتی ہے جبکہ صدر مجلس نے حضرت مصلح موعودؓ کے کارناموں پر تقریر فرمائی جس میں علمی خدمات کے ساتھ ساتھ، جماعتی نظام کے استحکام، اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کا پورا ہونا بیان فرمایا۔

تقسیم انعامات

ماہ جنوری کے آغاز میں احمدی طلباء و طالبات کے مابین پیشگوئی مصلح موعودؓ کا انگریزی ترجمہ یاد کرنے کے انعامی مقابلہ کا اعلان کیا گیا اور

مکمل پیشگوئی یاد کرنے پر 20 ہزار لیونز کا انعام مقرر کیا گیا۔ 45 کے قریب طلباء و طالبات نے مقابلہ میں حصہ لیا۔ عزیزم سعید و ایم سُمّہ طالب علم SSS2 نے پیشگوئی کے الفاظ من و عن مکمل یاد کئے اور انعام کے حقدار قرار پائے۔

دوسرا انعام عزیزم عمران جان طورے طالب علم SSS2 کو دیا گیا۔ جس نے امسال 4 جنوری کو قرآن کریم شروع کیا۔ خاکسار نے اس خادم کو چیلنج دیا کہ اگر 30 دنوں کے اندر قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لو گے تو ان شاء اللہ مصلح موعودؓ ڈے پر انعام دیا جائے گا۔ عزیزم موصوف نے 19 دن میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا اور انعام کے حقدار قرار پائے۔

صدر مجلس محترم پرنسپل صاحب نے نقد انعامات تقسیم کئے اور دونوں طلباء کی کاوش کو سراہا۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ ان دونوں خادم طلباء نے انعامی رقم سے سب سے پہلے اپنا چندہ ادا کیا۔

دعا و اختتام

جلسہ کے آخر پر صدر مجلس نے دعا کروائی۔ جلسہ میں 1100 سے زائد طلباء و طالبات اور اساتذہ کرام شامل ہوئے۔

اَلحمدُللہ یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام طلباء و اساتذہ کو اس مبارک موقع سے حقیقی رنگ میں مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مریم رحمٰن

استحکام خلافت

حضرت مولوی حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک عظیم کارنامہ

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

خلیفۂ وقت نبی کے بعد ایک اعلیٰ اور منفرد مقام پر فائز ہوتا ہے، اس کو خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے اور وہی قائم رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے تائید ونصرت کرتا ہے۔سورۃ نور آیت 56 میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی اہمیت وبرکات پر خوب روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمکنتِ دین فرماتا ہے،خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دیتا ہے۔پھر عبادات کی طرف نبی کی جماعت کو خلافت کے ذریعہ سے رہنمائی ملتی ہے اور شرک سے بھی اللہ تعالیٰ بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خلافتِ راشدہ کا سلسلہ قائم فرمایا اور وہ تقریباً30 سال جاری رہا۔اسکے بعد اللہ نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس سلسلہ کو روکا اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد عملاً بادشاہت شروع ہوگئی۔پھر آپ ﷺ کی عظیم پیشگوئیوں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ظہور ہوا۔آپؑ کی وفات کے بعد اللہ نے خلافت علیٰ منہاجِ نبوت جسے حضرت مسیح موعودؑ نے قدرت ثانیہ کہا ہے، کا قیام فرمایا۔

جس طرح آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا اور آپؓ کو استحکامِ خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی جدوجہد کرنے کا موقع ملا۔بے شمار مشکلات ومسائل کا مقابلہ کرکے بالآخر ان پر فتح یاب ہونے کی توفیق آپ کو خدا نے بخشی،اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات نے مقدر کر رکھا تھا کہ جب خلافت علیٰ منہاج نبوت کا امام مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد ظہور ہو تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو بھی استحکامِ خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی خدمت کی توفیق عطا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دورِ خلافت پر نظر ڈالیں،اور آپ کے ارشادات کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ آپؓ نے اپنے مختصر سے دورِ خلافت میں خلافت کے صحیح اسلامی تصور کو ذہنوں میں راسخ کرنے اور خلافتِ حقہ راشدہ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے اور ہمیشہ کے لئے معترضین خلافت کے منہ دلائل سے بند کر دیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا جو آپؑ کی پیاری جماعت پر غم اور تکلیف تھی اس کو اللہ نے آپؓ کو کھڑا کرکے دور فرمایا۔جماعت کو ایک محفوظ ڈھال خلافت کی صورت میں خدا کی طرف سے بطور انعام ملی۔خلافت کے ذریعہ سے اللہ نے تمکنتِ دین سے اس پیاری جماعت کو نوازا۔جماعت کی خوف کی حالت کے بعد اس کو امن سے بدل دیا۔مخالفین جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر خوشی اور فتح کے شادیانے بجا رہے تھے کہ اب یہ جماعت تباہ ہوگی انکی صفوں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔خلافت کا قیام خدائے عزوجل کی توحید بلند کرنے اور اسکی عبادات پر قائم رہنے کے لئے اللہ کی طرف سے عظیم الشان انعام ثابت ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ماننے والے (جو بعد میں نظام خلافت سے علیحدہ ہوگئے اور لاہوری جماعت کہلائے) جو اپنے زُعم میں اپنے آپ

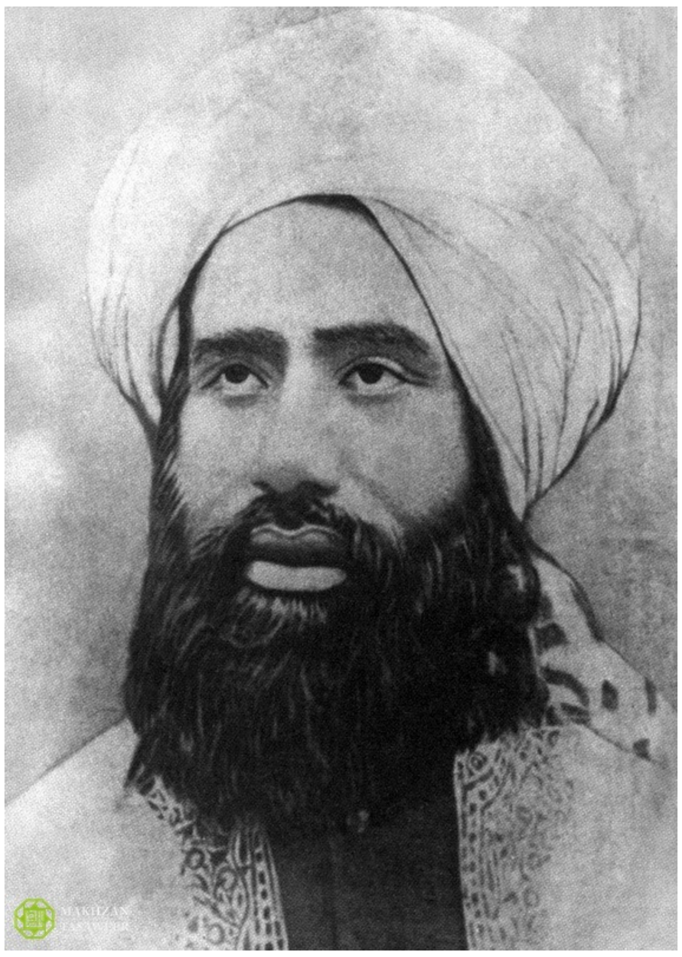

کو جماعت کی رہنمائی کرنے کا زیادہ اہل سمجھتے تھے یا حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کو خلافت کے مقابلہ میں زیادہ بڑا سمجھتے تھے انکا ظہور بھی خلافتِ اولیٰ میں ہی ہوا۔حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عظیم شخصیت کا ان پر بہت اثر تھا۔انہوں نے آپؓ کی بیعت تو کرلی مگر آپؓ کی خلافت کے مسلسل 6سال میں یہ لوگ جماعت میں خلافت کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہے۔کبھی مدرسہ دینیہ کے قیام کے خلاف سازشیں کرتے اور کہتے کہ احمدی نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ کالجوں کا رخ کرنا چاہئے اور اعلیٰ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ہاں اسکے بعد اگر کوئی اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کرنا چاہے اسے ایک آدھ سال میں قرآن پڑھا کر مبلغ بنا دیا جائے۔حالانکہ یہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت کی منشاء کے مکمل خلاف تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم۔صفحہ:229)

کبھی یہ لوگ احکام خلافت پر من وعن عمل نہ کرکے اپنا باغیانہ رویہ دکھاتے۔ان لوگوں کی نظر میں خلافت کا مقام ایک عام مذہبی لیڈر یا رہنما سے زیادہ نہ تھا۔اور یہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو ایک ادارے صدر انجمن سے اوپر نہ سمجھتے تھے بلکہ انکا خیال تھا کہ سب معاملات صدر انجمن ہی دیکھے۔اور یہ لوگ انجمن کو حاکم اور خلیفہ کو محکوم بنانا چاہتے تھے۔بلکہ یہ تو خلیفۃ المسیح کو خلافت سے معزول بھی کرنا چاہتے تھے۔آپؓ انہیں مستقل خلافت کا مقام ومرتبہ سمجھاتے اور انجمن کا حضرت خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہونا بتاتے۔ان سے دوبارہ بیعت تک لیتے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ:262۔263)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عظیم ذات کا چونکہ ان پر کسی حد تک اثر تھا اس لئے آپؓ جب ان سے خطاب فرماتے تو یہ لوگ جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے۔آپؓ نے جماعت کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا۔مقامِ خلافت کی عظمت کو قائم کرنے کے سلسلہ میں آپؓ کا جماعت پر اس قدر احسان ہے کہ اسے بھلایا نہیں جاسکتا۔آپؓ نے اپنے اس عظیم کام سے آنے والی نسلوں کے دلوں میں خلافت کا احترام بٹھا دیا اور بتلا دیا کی خلافت جماعت کے پاس خدا کے جناب سے دیا ہوا ایک عظیم الشان انعام وفضل ہے۔اور اگر جماعت نے اس مقدس امانت کی حفاظت وقدر کی تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو ترقی کی منازل طے کرنے سے نہیں روک سکتی۔

پچھلے 113 سالہ دور خلافت کی عظیم الشان برکات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ کیسے خلافت کے ساتھ چمٹنے والی اور اسکی قدر کرنے والی جماعت باوجود حکومتوں کی سخت مخالفت کے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔اور اس نعمت کو مان کر انکار کرنے والے یا سرے سے نامان کر انکار کرنے والے دنیا میں ذلیل ہیں اور قیام خلافت کے لئے سرگرداں پھر رہے ہیں۔

وہ لوگ جو خلافت کا مقام نہ سمجھتے تھے اور خدا کے قائم کردہ خلیفہ کے بالمقابل انجمن کو احمدیت دیتے تھے انکی حرکات کا ذکر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی تقریر میں (جو کہ 31 جنوری 1909ء کو مسجد مبارک کی چھت پر کی) ان الفاظ میں فرمایا

”کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔یہ کام تو صرف ایک مُلّا بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ:262)

اس طرح کے الفاظ کچھ اضافہ کے ساتھ حیاتِ نور میں یوں درج ہیں
مجھے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھا دینا یا جنازہ یا نکاح پڑھ دینا یا بیعت لے لینا ہے۔یہ جواب دینے والے کی نادانی ہے اور اس نے گستاخی سے کام لیا ہے اس کو توبہ کرنی چاہئے ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

(حیات نور مصنفہ عبدالقادر سابق سوداگرمل،صفحہ:379،سن اشاعت 2003ء،قادیان)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی مبارک تحریرات میں واضح فرمایا تھا کہ خلیفہ خدا مقرر فرماتا ہے اور اس میں انسانی کوششوں کا کوئی عمل دخل نہیں چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

صوفیاء نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح واستحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ ﷺ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ229،ایڈیشن 1984)

انبیاء علیہم السلام کے بعد جاری ہونے والی خلافت میں چونکہ بظاہر انسانوں کی پسند کا دخل نظر آتا ہے اس لئے بعض نادان اس گمان میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ خلیفہ کی تابع جماعت ہی اپنے ووٹوں سے اس خلیفہ کو بنانے

والی ہے۔ یہ لوگ اس حقیقت کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں کہ خدا کا اٹل وعدہ ہے کہ خلیفہ میں اور صرف میں ہی بناؤں گا۔مؤمنین کی جماعت کے ہاتھوں کسی خلیفہ کا انتخاب محض خدائی تصرف کے تحت عمل میں آتا ہے۔ یہ خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے اور یہ کہنا خلاف قرآن ہے کہ مؤمنین کی وہ جماعت جس نے خلیفہ کا انتخاب کیا وہ خلیفہ بنانے والی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس حوالہ سے فرماتے ہیں

’’میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟اللہ تعالیٰ نے۔فرمایا۔ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً۔۔۔۔جس طرح آدم وداؤد اور ابوبکر وعمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔تم ان سے بچو۔‘‘

(بدر 4جولائی 1912 صفحہ 6)

آپؓ ایسے خیالات کے حامل لوگوں کا جواب مزید ان الفاظ میں دیتے ہیں

’’خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔ دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو۔‘‘

(تقریر 16۔17جون 1912ء بمقام احمدیہ بلڈنگز لاہور۔اخبار بدر 11جولائی 1912ء جلد 12 نمبر 2 صفحہ 4)

ظاہر ہے کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے تو پھر غیراللہ کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو معزول کرسکے۔ آپؓ اس بات کا رد کرتے ہوئے کہ کیا کوئی انجمن یا انسان خلیفہ مقرر یا معزول کرسکتا ہے فرماتے ہیں

’’پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔‘‘

(اخبار بدر قادیان 4جولائی 1912ء)

خلیفہ وقت کے ساتھ انسان کے جذبات ہمیشہ اطاعت کے ہوں اور نعوذباللہ کبھی بھی دل میں ایسا خیال نہ آئے جس سے خلیفۂ وقت کی ذات پر آنچ آئے یا آپکی اطاعت میں کمی واقع ہو۔کیونکہ خلافت خدا کا وہ فضل ہے جس سے جماعت کا اتفاق واتحاد قائم ہے۔ ہمارے لئے اس نعمت کی شکرگزاری فرض ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں

’’تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے۔اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہوگیا۔اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے!تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے!اللہ سے ڈرو!اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہوگا۔‘‘

(بدر 24اگست 1911 صفحہ:3 کالم 2،بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ،خصوصی اشاعت برموقع خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی مئی،جون 2008۔صفحہ:213۔214)

خلافت کی مکمل اطاعت کرنے اور باہم تنازعات میں نہ پڑنے کے حوالہ سے آپؓ فرماتے ہیں:

میرے تو وہم میں بھی نہ تھا کہ میں کسی جماعت کا امام ہوں گا۔لیکن جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایک آن کی آن میں مجھے امام بنا دیا اور ایک قوم کا امیر بنا دیا۔تم سیکرٹری لوگ ہو۔ پریذیڈنٹ بھی ہیں۔تمہیں کبھی کبھی مشکلات پیش آجاتی ہوں گی اور پھر اس سے عناد بڑھ جاتا ہے۔ اول تو اس غلطی سے کہ کیوں مجھے عہدیدار نہ بنایا۔میرا اپنا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظہ (امۃ الحفیظ) کو امام بنالیتے تو سب سے پہلے میں بیعت کر لیتا اور اس کی ایسی ہی اطاعت کرتا۔جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتا کہ اس کے ہاتھ پر بھی پورے ہو جاویں گے۔

اس سے میری غرض یہ بتانا ہے کہ ایسی خواہش نہیں ہونی چاہئے۔غرض کبھی اس قسم کی مشکلات آتی ہوں گی۔ پس پہلی نصیحت یہ ہے اور خدا کے لئے اسے مان لو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے لَا تَنَازَعُوا

اس منازعت سے تم بودے ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جاوے گی۔ پس تنازعہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق فطرت ہے اور جانتا تھا کہ جھگڑا ہوگا اس لئے فرمایا۔ فاصبروا

پس جب سیکرٹری اور پریذیڈنٹ سے منازعت ہو۔تو اللہ تعالیٰ کیلئے صبر کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔

میرا حق ہے کہ میں تم کو نصیحت کروں۔تم نے عہد کیا ہے کہ تمہاری نیک بات مانیں گے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ مان لو۔قطعاً منازعت نہ کرو۔ جہاں منازعت ہو۔ فوراً جناب الٰہی کے حضور گر پڑو۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر حفیظہ کو امام بنالیتے تو اس کی بھی مرزا صاحب جیسی فرمانبرداری کرتا۔ پس تم مشکلات سے مت ڈرو۔مشکلات سے مٹ ڈرو۔مشکلات ہر جگہ آتی ہیں۔میرے اُوپر بھی آئیں۔اور بڑی غلطی یا شوخی یا بے ادبی بعض آدمیوں سے ہوئی۔اب ہم نے درگزر کر دیا ہے۔ مگر انہوں نے حق نہیں سمجھا کہ کیا امامت کا حق ہوتا ہے؟یہ بھی کم علمی کا نتیجہ ہوتا ہے جو انسان حقوق شناسی نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ان کے دلوں کی آپ اصلاح کر دی۔اور دل اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں تھے۔اس نے سب کو میرے ساتھ ملا دیا اور ان پر اور ہم پر اور ہماری قوم پر رحم اور احسان ہوا۔غرض ایک یہ یاد رکھو کہ تنازعہ نہ ہو۔آپ کرو نہ ماتحتوں کو کرنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعہ پر صبر کی تعلیم دی ہے۔

دوسرے بعض جگہ کثرت سے لوگ ہیں وہاں میں دیکھتا ہوں کہ ترقی رک گئی ہے۔اس کا کوئی مخفی راز ہے میں اس کو جانتا ہوں۔اس کی تلافی دو طرح ہوسکتی ہے۔ ایک یہ کہ پریذیڈنٹ اور سیکرٹری اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کریں...

خوب یاد رکھو کہ جہاں جماعت کی ترقی رک گئی ہے۔ وہاں پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان وضو کریں۔نماز پڑھیں اور اپنی ذات سے صدقہ و خیرات کریں کہ جناب الٰہی خود اس گرہن کو دور کر دے۔اور اس روک کو اٹھا دے جو ان کے اثر کے آگے آگئی ہے۔

میں نے اس وقت تک دو باتیں بتائی ہیں۔اول تنازعہ نہ کرو۔ پھر اگر ایسا ہو جاوے تو صبر کرو۔تیسری بات یہ بتائی کہ اگر ترقی رک گئی ہے تو صدقہ وخیرات کرو۔ استغفار کرو۔ دعاؤں سے کام لو۔ تا کہ تمہارا فیضان رک نہ جاوے۔ اگر کوئی روک آگئی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔

(بدر 12جنوری1911ء،بحوالہ الفضل آن لائن 11 جون 2020ء)

اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید فرماتے ہیں

’’پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض اور تحاسد کو دور کردو یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت خرچ کرتے ہو وہ دعا میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل چاہو۔تمہارے وعظوں کا اثر مجھ پڑھے پر نہیں ہوگا۔ادب کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کام کرو۔‘‘

(بدر 21 اکتوبر 1909ء،خطباتِ نور صفحہ :241)

سورہ نور آیت 56 میں مذکور ہے کہ جو خلافت کی نعمت کی ناقدری کرے اور اسکے احکام کا انکار کرے وہ فاسق اور نافرمان ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ احبابِ جماعت کے اندر خلافت کے ساتھ محبت واطاعت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش فرماتے رہتے۔

چنانچہ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد درج کرتی ہوں جس میں آپؓ نے اطاعتِ خلافت پر زور دیا ہے۔آپؓ فرماتے ہیں

’’آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔قرآن تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔موسیٰؑ کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لیے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔کیونکہ شکر ادا کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم:8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔ (ابراہیم:8)۔‘‘

(الحکم 24 جنوری 1903ء جلد 7 نمبر 3 صفحہ 15،وخطباتِ نور صفحہ:131)

اللہ کروڑہا رحمتیں فرمائے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پاک ذات بابرکات پر اور ہم سب کو خلافتِ احمدیہ کی حقیقی قدر کرنے اور مکمل اطاعت کی توفیق دے۔آمین

مدثر ظفر

ڈی آر ایس کیسے کام کرتا ہے؟

دور حاضر کی ایسی ٹیکنالوجی جو مسلسل تنازعات کا شکار ہے

ڈی آر ایس یعنی ڈسیژن ری ویو سسٹم دور حاضر میں کھیلوں کے دوران منصف کے کسی فیصلہ پر کھلاڑیوں کو اس ٹیکنالوجی کی مدد سے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ ڈی آر ایس ویسے تو ٹینس سمیت دیگر کئی کھیلوں میں بھی کیا جاتا ہے لیکن سب سے زیادہ استعمال کرکٹ میں ہی ہوتا ہے۔ کرکٹ میں ڈی آر ایس کا استعمال 2008ء میں انڈیا اور سری لنکا کے درمیان ٹیسٹ سیریز کے دوران کیا گیا تھا۔ اس سسٹم کی مدد سے سب سے پہلے آؤٹ ہونے والے بھارت کے جارح مزاج بلے باز وریندر سہواگ تھے۔ 2009ء میں باقائدہ طور پر ڈی آر ایس سسٹم کو متعارف کروایا گیا تھا جو دم تحریر تنازعات کا شکار ہے۔ یکم اکتوبر 2017ء کو آئی سی سی نے جو کہ کرکٹ کے انتظام و انصرام کا مجاز عالمی ادارہ ہے اس سسٹم کا استعمال ٹیسٹ اور ون ڈے کے بعد مختصر طرز کی کرکٹ یعنی ٹی 20 میں بھی لازمی قرار دے دیا تھا۔ اپنے آغاز سے اس کے طریقہ کار میں کافی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ایمپائر کے کسی فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست صرف ٹیم کا کپتان ہی کرسکتا ہے۔ دوسری طرف وہ بلے باز ہی فیصلے کو چیلنج کرسکتا ہے جس کے خلاف اپیل ہوئی ہو۔ ایمپائر کے فیصلہ دینے کے بعد فیلڈنگ کر رہے کھلاڑی یا بلے باز ہاتھ سے ڈی کا نشان بنا کر ڈی آر ایس سے فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کرتے ہیں۔ کھلاڑیوں کے پاس فیصلے کو چیلنج کرنے کے لیے 15 سیکنڈ کا وقت ہوتا ہے۔

ڈی آر ایس سسٹم کے فیصلوں پر کئی تنازعات نے جنم لیا جیسا کہ انڈیا اور آسٹریلیا کے مابین ایک ٹیسٹ میچ کے دوران اسٹیون سمتھ کو جب آؤٹ قرار دیا گیا تو انہوں نے ڈی آر ایس لینے سے پہلے اپنے ڈریسنگ روم کی طرف دیکھا۔ تاکہ وہاں موجود اپنے ساتھی کھلاڑیوں سے اشارہ پا کر ڈی آر ایس لینے یا نہ لینے کا فیصلہ کریں۔ اس پر آن فیلڈ ایمپائر نے فوری مداخلت کرتے ہوئے انہیں ڈی آر ایس کا حق دینے سے انکار کر دیا اور انہیں آؤٹ دینے کا فیصلہ برقرار رکھا۔ انڈین کھلاڑی بھی اس پر کافی ناراض ہوئے اور اس معاملہ پر سوشل میڈیا اور نیوز چینلز پر کافی لے دے ہوئی۔

اگر چیلنج کیے گئے فیصلے کی توثیق ڈی آر ایس سے ہو جائے تو فیصلہ برقرار رہتا ہے۔ اسی طرح اگر ڈی آر ایس فیصلے کی توثیق نا کرے تو چیلنج کرنے والی ٹیم کا ایک چانس ضائع ہو جاتا ہے۔ ٹیسٹ کی ہر اننگ میں ایک ٹیم دو بار ڈی آر ایس کا استعمال کرسکتی ہے۔ اسی طرح ون ڈے اور ٹی 20 میں بھی ایک ٹیم دو بار فیصلے کو چیلنج کرنے کا حق رکھتی ہے۔ جب کوئی فیصلہ چیلنج ہوتا ہے تو سب سے پہلے نو بال دیکھی جاتی ہے۔ اس کے بعد تھرڈ ایمپائر تین طریقوں سے فیصلے کو پرکھتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے سنیکو میٹر سے مدد لی جاتی ہے جو آواز کو محسوس کرتا ہے کہ گیند نے بیٹ کو چھوا ہے یا نہیں۔ جیسے ہی گیند بیٹ کے قریب سے گزرتی ہے تو میٹر کی سیدھی لائن پر ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ سنیکو میٹر گیند کے بلے کو چھونے پر پیدا ہونے والی انتہائی مدھم آواز کو بھی پکڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے الٹرا ایج بھی کہا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد ہاٹ اسپاٹ سے بھی مدد لی جاتی ہے جو انفرا ریڈ شعائیں ڈٹیکٹ کرتا ہے۔ اس میں گیند کے بیٹ کو چھونے پر بیٹ اور گیند پر نشان آجانے سے بیٹ اور گیند کے تعلق کی تصدیق یا تردید ہوتی ہے۔ ہاٹ اسپاٹ کا نظام زیادہ مقبول نہیں ہو سکا کیونکہ بعض اوقات بالکل واضح ایج کو پکڑنے میں بھی ناکام رہتا تھا۔ اس کے بعد گیند، پچ اور وکٹ کی ایک ورچوئل وڈیو میں دیکھا جاتا ہے کہ بال کہاں گری ہے اور آیا بال وکٹ کو لگ رہی ہے یا نہیں۔ اس سسٹم کو بال ٹریکنگ یا ہاک آئی بھی کہا جاتا ہے۔ کھیل کے دوران اگر بلے باز گیند کو اپنے پیڈ پر لیتا ہے تو ہاک آئی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ بال عین وکٹ کے سامنے پیڈ، یا جسم کے کس حصے پر اور کس زاویے پر لگی ہے۔ یہاں تک کہا جا سکتا ہے کہ ہاک آئی نے سو فیصد درست بال کو ٹریک کیا ہے لیکن ڈیٹا سے حاصل شدہ معلومات کی بنا پر سسٹم نے بال کے وکٹ تک فاصلہ کی پیشن گوئی کرنا ہوتی ہے جس میں ایک ملی میٹر کی غلطی کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ ہاک آئی گو کہ ایک عمدہ ٹریکنگ سسٹم ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ گیند کے حقیقی رخ کو دیکھنے والے کیمرے درست سمت میں نصب ہوں۔ 2013ء کے ایشنز سیریز کے دوران ڈی آر ایس کے ذریعے جوناتھن ٹراٹ کا آؤٹ اس وجہ سے متنازعہ ہوا کہ مچل اسٹارک کی اندر آتی ہوئی گیند کے ہاٹ اسپاٹ پکڑنے والا کیمرہ درست اینگل سے تصاویر نہیں دے رہا تھا۔ یہ ایک آپریشنل ایرر تھا جس پر اس سسٹم کو کافی تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا تھا۔ 2016ء میں آئی سی سی نے ایمپائر کال کو اس سسٹم کا حصہ بنایا۔ اس کے تحت فیلڈ میں موجود ایمپائر کو ری ویو سے پہلے ابتدائی فیصلہ کا اختیار دیا گیا جسے سوفٹ سگنل کہا جاتا ہے۔ اس طرح اگر ڈی آر ایس سے کسی نتیجے پر پہنچنا ممکن نہ ہو تو آن فیلڈ ایمپائر کے سوفٹ سگنل کو شک کا فائدہ دے کر ایمپائر کے فیصلے کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

اس سسٹم کو کھیل کے نشریاتی حقوق رکھنے والے براڈ کاسٹر بھی آپریٹ کرتے ہیں اور الگ سے ڈی آر ایس کی سروسز فراہم کرنے والی کمپنیوں کی بھاری معاوضہ کے عوض خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ صرف ڈی آر ایس سے متعلقہ آلات کی نقل وحمل کے لیے الگ سے ایک ٹرک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سسٹم میں بالعموم 4 ہائی اسپیڈ جدید کیمروں کا استعمال کیا جاتا ہے جو 200 فریم فی سیکنڈ کی رفتا سے بال کو ٹریک کرکے تھری ڈی امیج بناتے ہیں جو تھرڈ اپمائر اور میدان میں لگی ہوئی بڑی اسکرین پر براہ راست دکھایا جاتا ہے۔ تمام سینسرز اور کیمرہ سے آنے والے ڈیٹا کو پراسس کرکے تھری ڈی امیج بنایا جاتا ہے جس سے گیند کی سمت اور بلے باز کی قسمت طے کی جاتی ہے۔ اس سسٹم کا بہت زیادہ انحصار بال ٹریک کرنے والے کیمروں کے درست زاویوں پر نصب کرنے پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حال ہی میں ہونے والے انڈیا اور ساؤتھ افریقہ کے میچ کے دوران ڈی آر ایس سسٹم کو اس وقت بہت زیادہ تنقید کا سامنا کرنا پڑا جب ایشوین کی گیند پر ڈین ایلگر کو آن فیلڈ اپمائر نے آؤٹ قرار دیا، ایلگر نے ریوو لیا اور تھرڈ ایمپائر نے ڈی آر ایس کی مدد سے ایلگر کو ناٹ آؤٹ قرار دیا کیونکہ گیند وکٹوں کے اوپر سے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس فیصلہ پر سب حیران ہوئے، کوہلی شدید غصے میں آئے اور وکٹ کے مائیکروفون پر جاکر براڈ کاسٹر پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ ”اپنی ٹیم کے کھلاڑیوں پر بھی توجہ دو جب وہ بال کو چمکا رہے ہوتے ہیں نہ کہ صرف مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں کو ہی گھیرنے میں لگے رہو“۔

آؤٹ دینے والے آن فیلڈ ایمپائر بھی ڈی آر ایس کے اس فیصلے پر حیران رہ گئے اور وکٹ پر لگے مائیکروفون نے انہیں بار بار ”that is impossible“ کہتے ہوئے سنا۔ اس پر کوہلی نے دوبارہ کہا ”listen to the umpire he said how can the ball go up“۔ دریں اثناء ایشوین اور دیگر کھلاڑی بھی وکٹ کے مائیکروفون میں بڑبڑاتے رہے۔ ایشون نے کہا ”surely find batter way to win supersports“۔

اس پر سپر اسپورٹس نے ردعمل دیتے ہوئے وضاحت کی کہ گیند کو معمول سے زیادہ اچھال کیپ ٹاؤن کی پچ کی وجہ سے ملا ہے۔ اس پر شور مچانا بیکار ہے۔ گو کہ ڈی آر ایس میں کئی فیصلے تنازعات کا شکار رہے ہیں لیکن یہ ایک عمدہ سسٹم ہے جس نے ماضی کے مقابلہ میں طویل اور مختصر دورانیہ کی کرکٹ میں میچز کو فیصلہ کن بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس طرح کے تنازعات اس سسٹم میں اصلاح کا موجب بھی بنے ہیں۔ اور امید ہے کہ آنے والے وقت میں یہ سسٹم سو فیصد درست قرار دے دیا جائے۔

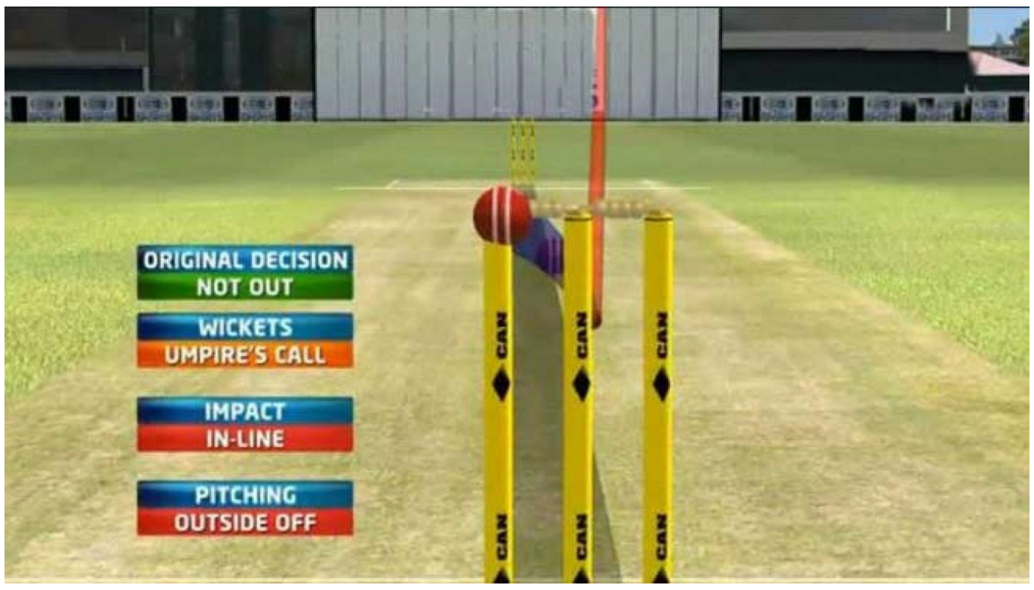

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

فوراً الزام تراشیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں اور فکرمندیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔ تو خوابوں کی مختلف تعبیریں ہوتی ہیں۔ اب یہاں انہوں نے خواب دیکھی کہ بیوی غیر سے نکاح کر رہی ہے۔ (جس کی تعبیر یہ نکلی کہ) جائیداد کا مقدمہ تھا اور وہ مقدمہ ہار گئے۔

حضرت امیر محمد خان صاحبؓ جن کا بیعت کا سن 1903ء ہے، انہی کی روایت ہے۔ ان کی کافی ساری روایات خوابوں کے بارے میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ 18/ دسمبر 1912ء کی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جسے میں سینہ سے لگا کر درود شریف پڑھ رہا ہوں اور پتاشے تقسیم کر رہا ہوں۔ لڑکا خوبصورت تو ہے مگر دُبلا اور کمزور ہے۔ لہٰذا 15/ فروری 1913ء کو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا کیا جس کا نام حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ خان رکھا۔ جس کی کمزوری اب 1938ء میں چوبیس سال کی عمر میں برابر چلی آ رہی ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 143 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 8/ فروری 2013ء بحوالہ الاسلام)

منصور احمد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور کی ایک جھلک

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اور محبوب بندے سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات نازل کر کے آخری زمانے میں ایک غلام صادق کے آنے کی خبر دی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑی حیرت سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہوگا جو آپ کے ظل کے طور پر آئے گا اور احیائے اسلام کرے گا تو آپ نے اس مجلس میں بیٹھے تمام قریشی، سید، عربی اور عباسی کو چھوڑتے ہوئے ایک فارسی الاصل صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا

لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوۡ رَجُلٌ مِّنۡ ھٰٓؤُلَآءِ

یعنی وہ شخص اس قوم سے تعلق رکھنے والا ہوگا اور ایمان کو ثریا سے بھی واپس لے آئے گا

(صحیح بخاری حدیث نمبر 4897)

سرور کائنات فخر موجودات حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنی امت کے متعلق فرمایا امتیں دو ہی بہتر ہیں ایک وہ جس میں مجھے بھیجا گیا اور دوسری وہ جس میں مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ چنانچہ ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یقیناً پتہ چلتا ہے کہ جس قوم اور بستی اور جگہوں میں خدا کے برگزیدہ اور محبوب اپنے قدم رکھتے ہیں وہ جگہیں، وہ بستیاں مبارک کر دی جاتی ہیں اور وہ وجود خود بھی مبارک کہلاتے ہیں۔

جمعۃ المبارک کے دن 13 فروری 1835ء کو برصغیر کے ایک گاؤں قادیان میں ایک آفتاب اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ طلوع ہوا جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہوتے ہوئے کل عالم کو روشن کر دیا۔ اس مبارک وجود کا نام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ آپ 14 شوال 1250ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور والدہ ماجدہ کا نام چراغ بی بی صاحبہ ہے۔

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم قرآن کریم کے علاوہ عربی، فارسی کی گرائمر اپنے اساتذہ سے حاصل کی۔ آپ نے ان تعلیمات کے ساتھ ساتھ کچھ دوسری تعلیم حاصل کرتے ہوئے اپنا پاکیزہ بچپن گزارا۔

16 برس کی عمر میں آپ کی شادی آپ کی ماموں زاد محترمہ حرمت بی بی صاحبہ سے کر دی گئی۔ آپ کے بطن سے دو صاحبزادوں نے جنم لیا ایک حضرت مرزا فضل احمد صاحب جو کم عمری میں ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور دوسرے خان بہادر، مرزا سلطان احمد صاحب جنہوں نے انتظامی امور میں ملک و قوم کی خدمت کی اور آپ نے اپنی آخری عمر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف

حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دوسرے وطن سیالکوٹ کے رہائشی آپ کی صداقت کا ایک نشان ہیں کیونکہ آپ نے سیالکوٹ میں 1860ء سے 7 سال کا عرصہ ملازمت کرتے ہوئے بسر کیا۔ اپریل 1867ء کو آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا جس کے باعث آپ کو سیالکوٹ سے رخصت ہونا پڑا۔

پھر الٰہی منشاء کے تحت آپ کے والد ماجد کا انتقال 1876ء میں ہوا۔ یاد رہے کہ آپ کے والد ہی اس خاندان کے کفیل تھے۔ وفات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنی معاشی کمزوریوں کی فکر ہونے لگی لیکن خدا تعالیٰ کبھی بھی اپنے برگزیدہ کو اکیلا نہیں چھوڑا کرتا بلکہ ان کا کفیل آپ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس برگزیدہ کو دلاسہ دیتے ہوئے الہام فرمایا

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ

چنانچہ ہم صداقت کے نشان کے طور پر دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح اپنے اس وعدے کو نبھایا کہ آج ایک صدی سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی جماعت پھلتی پھولتی جا رہی ہے اور دشمن ہزار کوششیں بھی کر لے لیکن وہ اس الٰہی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ آج اس جماعت کے لیڈر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ ہمارے

پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس الہام کی شان و شوکت کا علم تھا اسی لئے آپ نے اس الہام کو ایک انگوٹھی پر لکھوا کر ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھا اور آج یہ انگوٹھی آپ علیہ السلام کے ایک الہام انی معک یا مسرور کے مصداق ہمارے پیارے موجودہ امام کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے والد صاحب نے اپنی ہی زندگی میں مسجد اقصیٰ قادیان میں تعمیر فرمائی اور آپ ہی کی وصیت کے مطابق آپ کی تدفین اسی مسجد کے صحن میں ہوئی۔

اسلام کے دور اول میں دفاعی جنگیں لڑی گئیں جنھیں جہاد اصغر کا نام دیا گیا لیکن اسلام کے اس دور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قلمی جہاد کے ذریعہ قرآن کریم کی عظمت اور توحید باری تعالیٰ کے ذریعے اسلام کے جھنڈے کو پوری دنیا میں بلند کیا اور اسی قلمی جہاد کے ذریعہ آج اسلام احمدیت کا پیغام 213 سے زائد ممالک میں پھیل چکا ہے۔ آپ علیہ السلام نے 80 سے زائد کتب تحریر فرمائیں۔ آپ کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت 1880ء میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا کہ

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی۔ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی

(النجم: 4-5)

یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میری بات ہوا کرتی ہے۔ قرآن کریم کی صداقت کو اس زمانہ میں بھی پورا ہوتے ہم نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری ہوئی کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوۡلَدُ لَہٗ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 10418) کہ آنے والا امام مہدی جب شادی کرے گا تو اس کی عظیم الشان اولاد ہوگی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے 1884ء میں اس زمانے کی خدیجہ، سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے شادی کی اور آپ سے وہ عظیم الشان اولاد ہوئی جس نے اسلام کے جھنڈے کو پوری دنیا میں گاڑھ دیا۔ اس اولاد میں کوئی مصلح موعود ٹھہرا اور کوئی قمر الانبیاء اور کوئی وہ باشاہ آیا کا مصداق ٹھہرا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نظریہ 1886ء کا سال وہ مبارک سال ثابت ہوا جس میں آپ نے ہوشیار پور میں چلاکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے انعامات اور خوشخبری سے نوازا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مظفر تجھ پر سلام۔

23 مارچ 1889ء وہ مبارک دن ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے چالیس افراد سے بیعت لی اور سلسلہ احمدیہ کا آغاز فرمایا اس کے بعد 1890ء میں آپ نے اللہ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح ابن مریم وفات پا چکا ہے۔ مسیح ابن مریم کی وفات کے عنوان کو لیتے ہوئے آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے 1890ء کے بعد کے سالوں میں بہت سی کتب تحریر فرمائیں اور بہت سے علماء کو چیلنج بھی کیا مگر کوئی مخالف آپ کے روبرو نہ

آیا اور جو آیا وہ شکست اور ذلت سے دوچار ہوا۔

1891ء کا سال جماعت احمدیہ کے لیے برکتوں اور فضلوں کی بہاریں لے کر آیا جب 27 دسمبر 1991 کو پہلی بار جلسہ سالانہ ہوا اور 75 افراد نے اس جلسے میں شرکت فرمائی اور آج جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ الحمد للہ

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے متعلق فرمایا کہ یکسر الصلیب کہ وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ یہ پیشگوئی اس وقت جلوہ گر ہوئی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبداللہ آتھم جیسے مخالف کے ساتھ مباحثہ کیا بعد میں اس مباحثہ کو جنگ مقدس کا نام دیا گیا اور آپ نے دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ذریعے دشمنوں کے منہ بند کرتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے کے عقیدہ کو غلط ثابت کیا۔

جان و دل فدا اس وجود اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ اس نے خدا سے خبر پا کر آنے والے مسیح موعود کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا آیا کہ اس کے زمانے میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں گرہن لگے گا یہ پیشگوئی مارچ اور اپریل 1894 میں اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی۔ خاکسار یہاں ضمناً عرض کرنا چاہتا ہے کہ خاکسار کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی بدولت ہوا کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد سکھ مذہب کو ماننے والے تھے اور ان کی کتب میں لکھا ہے کہ آنے والے مہدی کی نشانی کسوف وخسوف کا ظاہر ہونا ہے۔

یہاں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس کتاب میں اسلام کی سچائی بیان ہوئی ہے اور اس میں مذکور مضامین نے اس زمانہ میں اسلام کو تقویت بخشی ہے۔ خدا نے اس کتاب کے لکھنے سے قبل ہی آپ علیہ السلام کو بتا دیا تھا کہ یہ مضمون بالا رہے گا اور یہ الہام اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوا جب جلسہ مذاہب عالم میں اس مضمون اور کتاب کو پڑھ کر سنایا گیا۔

1897ء میں جماعت احمدیہ کا پہلا رسالہ الحکم جاری ہوا اور اس کے بعد رسالہ البدر کی اشاعت بھی شروع ہوگئی۔ ان اخباروں نے ایسی اعلیٰ خدمت کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام نے فرمایا کہ یہ میرے بازو ہیں۔

1901 میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پیاری جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ رکھا۔

جماعت احمدیہ میں بہت سے وفاشعار اور صدق کے نمونے دکھلانے والے جانثار موجود ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی ہی میں جن جان نثاروں نے صدق کے نمونے دکھلائے ان میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی ہیں جن کو 1903ء میں کابل کی سر زمین پر شہید کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے والوں نے جہاں صدق کے نمونے دکھلائے وہاں اپنے علمی معیار کو بلند کیا اور اپنے علم کو تبلیغ کی ضرورت سمجھتے ہوئے استعمال کیا۔ 1905 میں جب دو جید صحابہ، علمائے دین حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت برہان الدین صاحب جہلمی کی وفات ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اس چیز کی ضرورت محسوس کی کہ اس جماعت میں علماء کی کثیر تعداد ہونی چاہیے اور ایک مدرسہ قائم ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے مدرسہ احمدیہ کا قیام فرمایا جو بعد میں جامعہ احمدیہ کے نام سے موسوم ہوا اور آج جامعہ احمدیہ دنیا کے کئی ممالک میں قائم ہو چکے ہیں۔

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں آنے والے مسیح کی خبر دی وہاں خلافت علیٰ منہاج النبوہ کی خوشخبری بھی دی 1905ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات کی خبریں دینا شروع کر دیں تو آپ علیہ السلام نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا اور بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی اور ساتھ ہی آپ نے ہمیں خلافت علیٰ منہاج النبوہ کی نوید بھی سنائی۔

27 اپریل 1908ء کو آپ نے اپنا آخری سفر لاہور کی طرف اختیار فرمایا اور وہاں آپ ایک ماہ تک قیام پذیر رہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بلاوا آ گیا اور آپ 26 مئی 1908ء کو یہ کہتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے کہ اللہ میرے پیارے اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا۔۔۔۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔‘‘

(ازالہ و اوہام صفحہ 69)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو دنیا کے کناروں تک پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خط

• مکرمہ مبارکہ شاہین۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

ماشاء اللہ الفضل کے توسط سے نئے لکھنے والوں سے رابطہ ہوتا رہتا ہے۔ انکے خیالات و افکار کو جاننے کا موقعہ ملتا ہے۔ چند دن پہلے ایک بہن نے اپنے ترکی کے سفر کے ایمان افروز واقعات لکھے اور اس سے کچھ عرصہ پہلے مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس نے تفصیلاً ترکی جماعت اور وہاں تبلیغ کے بارہ میں اپنی مساعی کا ذکر کیا تھا۔ یہ سب بہت ایمان افروز تھا۔ خاکسار کو اپنے میاں کے ہمراہ 2018ء میں دو دن کے لئے ترکی کی سیر کا موقع ملا۔ ایک ہوٹل میں باسفورس کے ساحل کے بالکل سامنے آرام دہ کمرہ ملا۔ جہاں کچھ دیر ستانے کے بعد ہم شہر کی سیر کو نکلے۔ ٹیکسی والے کو اشاروں کنایوں میں سمجھایا کہ حاجیہ صوفیہ مسجد لے جائے۔ بہت ہی خوبصورت منظر تھا، خوشگوار ہوائیں چل رہی تھیں۔ رش بے حد تھا۔ حاجیہ صوفیہ کے بالمقابل ایک اور مسجد بھی تھی۔ وہاں بھی کافی رش تھا۔ اسکی مرمت ہو رہی تھی، اس لئے اندر سے تھوڑی بہت دیکھ سکے۔ ایک ڈبل ڈیکر بس شہر کا ٹور کروا رہی تھی، ٹکٹ لے کر اس میں سوار ہوئے اور اطراف کی سیر کی۔ اگلے دن استنبول شہر کی خوب پیدل سیر کی۔ جگہ جگہ بڑی بڑی کشادہ مساجد دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی تھی۔ ایک بڑی جامع مسجد میں نماز ادا کی۔ باجماعت نماز کا وقت نہیں تھا۔ مسجد خالی تھی۔ خاکسار نے عورتوں والے حصہ میں نماز پڑھی۔ مسجد میں بہت دعائیں کرنے کا بھی موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ ہم ناتوانوں، گنہگاروں، بےکسوں کی تضرعات قبول فرمالے، آمین۔ مسجد سے ملحقہ ایک حجرہ تھا۔ وہاں ایک خاتون اپنے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ خاکسار نے اسے ترکی زبان میں جماعتی لٹریچر پیش کیا جو میں اپنے ہمراہ جرمنی سے لے کر آئی تھی۔ میاں نے بھی مسجد کے دروازہ پر چند نوجوانوں کو کچھ کتابچے دیئے۔ یوں سیر کے ساتھ تبلیغ کا موقع بھی میسر آ گیا، الحمدللہ۔ ایک مناسب قیمت کے ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا۔ جب کہ ایک دن پہلے ہم ایک مین بازار کے ریسٹورنٹ سے بہت مہنگا کھانا خرید چکے تھے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مین جگہ سے ہٹ کر ذرا اندر جائیں تو کھانا اور رہائش دونوں بہت مناسب قیمت میں مل جاتی ہیں۔ خیر کھانے کے بعد وہاں بھی میاں صاحب کی ایک آدمی سے سلام دعا ہوئی۔ اسے بھی جماعت کا تھوڑا بہت تعارف کروایا اور ترکی زبان میں لٹریچر دیا۔ ترکی میں جماعت کے بہتر مستقبل کے لئے دعائیں مانگتے ہوئے واپسی کے لئے عازم سفر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد علم ہوا کہ مربی صادق صاحب کی ترکی تقرری ہوئی ہے۔ ترکی بہت خوبصورت ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تبلیغ اسلام کے نئے نئے رستے کھولے، جماعت کے لئے آسانیاں ہوں، ترک قوم کے سینے اللہ تعالیٰ احمدیت کے لئے کھول دے اور ابنائے باسفورس کے پانیوں پر پھر سے حقیقی اسلام کا غلبہ ہو، آمین۔

رپورٹ: چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن، لندن

احمدیہ ہسپتال برکینا فاسو میں استقبالیہ تقریب

احمدیہ ہسپتال واگادوگو برکینا فاسو ہر نئے سال کے موقع پر ایک استقبالیہ تقریب منعقد کرتا ہے۔ اس تقریب کا مقصد ہسپتال کے عملے، ڈاکٹرز اور دیگر معاون سوسائیٹز اور افراد کی حوصلہ افزائی کرنا ہوتا ہے۔

احمدیہ ہسپتال واگادوگو کا قیام

1997ء میں کرائے کے ایک مکان میں، حسن نیت اور خدمت خلق کے جذبہ کے تحت، ایک ابتدائی ڈسپنسری سے شروع کیا جانے والا سفر اب ہسپتال کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2004ء سے یہ ہسپتال جماعت کی ملکیتی زمین اور سنٹرل مشن ہاؤس میں واقع ہے۔ 2004ء میں برکینا فاسو کے دورے کے دوران میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احمدیہ ہسپتال تشریف لائے اور افتتاح فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس دورہ کے موقع پر ہسپتال کے صحن میں آم کا یک پودا لگایا جس کے شیریں پھل اور ٹھنڈی چھاؤں سے اب ہسپتال مستفید ہوتا ہے۔ حضور انور کے ساتھ اس وقت کے وفاقی وزیر صحت نے بھی ایک پودا لگانے کی سعادت پائی تھی۔

ابتدائی مشکل حالات

جماعت احمدیہ کی طرف سے افریقہ میں صحت کے میدان میں خدمات کی بنیاد تو بہت پہلے پڑ گئی تھی تاہم ستر کی دہائی میں حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ مغربی افریقہ کے بعد ایک سیکم کے تحت واقفین اس میدان میں اترنا شروع ہوئے۔ ابتداً مشکل حالات میں واقفین نے کام کیا اور خدمت خلق میں جُتے رہے۔ اس دور کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ستّر کی دہائی میں جب یہ نصرت جہاں سکیم شروع کی گئی تھی انتہائی نامساعد حالات تھے۔ اور ان نامساعد حالات میں ان لوگوں نے گزارا کیا۔ بعض ڈاکٹرز اور ٹیچرز اچھی ملازمتوں پر تھے لیکن وقف کے بعد دیہاتوں میں بھی جا کر رہے۔ اکثر ہسپتال اور سکول دیہاتوں میں تھے جہاں نہ بجلی کی سہولت نہ پانی کی سہولت لیکن دکھی انسانیت کی خدمت کے عہد بیعت کو نبھانا تھا اس لئے کسی بھی روک اور سہولت کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی۔ شروع میں ہسپتالوں کا یہ حال تھا کہ لکڑی کی میز لے کر اس پر مریض کو لٹایا، روشنی کی کمی چند لالٹینوں یا گیس لیمپ سے پوری کی اور جو بھی چاقو، چھریاں، قینچیاں، سامان آپریشن کا میسر تھا اس پر مریض کا آپریشن کر دیا اور پھر دعا میں مشغول ہو گئے کہ اے خدا میرے پاس تو جو کچھ میسر تھا اس کا مَیں نے علاج کر دیا ہے۔ میرے خلیفہ نے مجھے کہا تھا کہ دعا سے علاج کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں

بہت شفا رکھے گا۔ تو ُہی شفا دے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان قربانی کرنے والے ڈاکٹروں کی قدر کی اور ایسے ایسے لاعلاج مریض شفا پا کر گئے کہ دنیا حیران ہوتی تھی۔ اور پھر مالی ضرورتیں بھی اس طرح خدا تعالیٰ نے پوری کیں کہ بڑے بڑے امراء بھی شہروں کے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے دیہاتی ہسپتالوں میں آ کر علاج کروانے کو ترجیح دیتے تھے۔۔۔ ڈاکٹروں اور اساتذہ کی خدمات کے سلسلے آج بھی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلے جاری رکھے اور ان سب خدمت کرنے والوں کو اجر عظیم سے نوازتا رہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 17/ اکتوبر 2003ء)

احمدیہ ہسپتال واگادوگو بھی اسی قسم کے مشکل حالات سے گزر کر خوب سے خوب تر کی تلاش میں آج ایک بڑے ادارے کی شکل میں خلافت کی دعاؤں کے معجزے کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔

استقبالیہ تقریب

احمدیہ ہسپتال واگادوگو میں عام طور پر جنوری کے شروع میں یہ استقبالیہ تقریب منعقد کی جاتی ہے تاہم امسال بعض وجوہات کی بنا پر یہ تقریب مؤرخہ 12 فروری 2022ء کو بعد دوپہر ہسپتال کے خوبصورت لان میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ کے بعد پروگرام کا تفصیلات کا اعلان کرتے ہوئے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ اس تقریب میں مکرم امیر صاحب برکینا فاسو، مبلغین کرام، نیشنل مجلس عاملہ، ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ، علاقے کے مقامی روایتی چیف، پرنسپل جامعة المبشرین برکینا فاسو، چئیر مین ہیومنٹی فرسٹ برکینا فاسو، ایڈمنسٹریٹر مسرور آئی انسٹی ٹیوٹ،، ڈاکٹرز، مختلف سوسائیٹز کے نمائندگان، ہسپتال کا تمام عملہ اور دیگر معززین نے شرکت کی۔

2021ء میں ہسپتال کی کارکردگی

سال 2021ء میں ہسپتال کی کارکردگی کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ اس وقت ڈاکٹرز 9، نرسنگ اسٹاف 16۔ میٹرنٹی میں کام کرنے والے کارکن 13۔ فارمیسی میں کام کرنے والے، لیبارٹری ٹیکنیشن۔ 44 وزٹنگ ڈاکٹرز اس ہسپتال کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ جن میں دو سرجن، 3 گائناکالوجسٹ، 2 اسسٹنٹ سرجن۔ آئی اسپیشلیسٹ، ہارٹ اسپیشلیسٹ، ماہر امراض جلد، ڈینٹسٹ، ماہر نفسیات اور دیگر بہت سارے ڈاکٹرز شامل ہیں۔ شعبہ گائنی میں کل 20772 مریضوں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی گئی۔ ڈیلوری کے 1273 کیسز ہوئے۔ 106 کیسز میں بڑا آپریشن کیا گیا۔ 1950 حاملہ خواتین کو ویکسن لگائی گئی۔ 4161 نومولود بچوں کو ویکسن لگائی گئی۔ دوران سال کل 73385 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

کورونا ویکسین سنٹر

کووڈ 19 پر قابو پانے کے لئے حکومت برکینا فاسو نے کورونا ویکسین سنٹرز قائم کئے۔ عام طور پر یہ سنٹرز سرکاری ہسپتالوں میں قائم ہوئے۔ دارلحکومت واگادوگو تین ملین آبادی کا شہر ہے اس میں صرف پانچ پرائیوٹ ہسپتالوں کو یہ اجازت دی گئی اور وہاں حکومت کی طرف سے کورونا ویکسین سنٹر بنایا گیا۔ ان پانچ میں سے احمدیہ ہسپتال بھی شامل ہے باقی چار عیسائی چرچ کے ہسپتال ہیں۔

حوصلہ افزائی

کارکنان کی حوصلہ افزائی کے لئے ہسپتال کی طرف سے اپنے کارکنوں کو مختلف تحائف دئے گئے۔ اسی طرح بعض اچھی کارکردگی والے کارکنان کے لئے بونس کا اعلان کیا گیا۔

ایمرجنسی وارڈ کا افتتاح

ہسپتال کی ضرورت اور مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر احمدیہ ہسپتال میں ایمرجنسی وارڈ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ قبل ازیں ایک چھوٹے سے حصے میں یہ وارڈ قائم تھا جس میں جگہ کی شدید کمی اور سہولیات تھوڑی تھیں۔ اب باقاعدہ ایک الگ شعبہ کے طور پر ایمرجنسی وارڈ تعمیر کی گئی ہے۔ اس وارڈ میں 9 کیبن بنائے گئے ہیں۔ 8 کیبن مریضوں کے لئے ہیں۔ ایک کیبن ڈاکٹرز اور اسٹاف کی ضروریات کے لئے ہے۔ مریضوں کے ہر کیبن میں بیڈ، لائٹس، سوئچ، آکسیجن کے کنکشن کی سہولیات دی گئی ہیں۔ کیبن کے آگے پردہ بھی ہے جس کی وجہ سے کسی مریض کی پرائیوسی ڈسٹرب نہیں ہو گی۔

ایمرجنسی وارڈ کا افتتاح بھی اس روز ہوا۔ مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو نے فیتہ کاٹ کر افتتاح کیا اور دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی مہمانوں کے وزٹ کے لئے وارڈ کھول دیا گیا۔

ڈاکٹر منان شہید لیبارٹری

احمدیہ ہسپتال میں لیبارٹری کا شعبہ قائم ہے لیکن ضرورت تھی کہ اسے وسیع تر بنایا جائے۔ چنانچہ اس شعبہ کے لئے باقاعدہ الگ عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس لیبارٹری کا نام ’’ڈاکٹر منان شہید‘‘ عطا فرمایا ہے۔ جب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس لیبارٹری کا نام عطا فرمانے کی درخواست کی گئی تو حضور انور نے ارشاد فرمایا ’’ڈاکٹر منان شہید رکھ لیں۔‘‘

برکینا فاسو کے لئے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب شہید کے نام سے یہاں ایک مستقل شعبہ قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ اس شعبہ کو شہید کے نام کی لاج رکھتے

بقیہ صفحہ 12 پر

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا

(الحکم جلد10نمبر31 مورخہ 10/ ستمبر1906ء۔ الحکم جلد10نمبر 32 مؤرخہ 17/ ستمبر 1906صفحہ 1۔ تذکرہ صفحہ568ایڈیشن چہارم)

ترجمہ:اے میرے رب! میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کا ہر رسوا کرنے والی چیز سے خدا کی پناہ میں آنے کا الہام ہے۔

بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

پھر ستمبر 1906ء کا الہام ہے ’’رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔ اے میرے رب میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔

(خطبہ جمعہ 13 اکتوبر 2006ء،خطبات مسرور جلد 4 صفحہ:522)

مرسلہ:مریم رحمٰن

بقیہ: احمدیہ ہسپتال برکینا فاسو...... از صفحہ 11

ہوئے خدمت خلق کے میدان میں غیر معمولی کارکردگی دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اختتامی تقریر

مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو نے اپنے اختتامی کلمات میں ہسپتال کی کارکردگی کو سراہا۔ اور تمام عملے کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے انہیں نئے سال کی مبارکباد پیش کی اور دعا کروائی۔

بعض تاثرات

ایک خاتون نے اسٹیج پر آکر گواہی دی کہ اس کے والد گزشتہ چھ سات ماہ سے احمدیہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ اس ہسپتال کے ڈاکٹرز والدین کی طرح ہیں۔ ہمارا بہت خیال رکھا گیا۔ میرے والد نے کہا کہ میں ٹھیک ہوکر اس ہسپتال اور ڈاکٹر کے لئے کیا کرسکتا ہوں تو اسے بتایا گیا کہ آپ ہسپتال اور ڈاکٹرز کے لئے صرف دعا کریں۔

ایک خاتون میمونہ وودراگو صاحبہ نے بتایا کہ ان کا بیٹا بیمار ہوا تو وہ اسے لے کر ایک ہسپتال میں گئیں لیکن صبح سے لے کر دوپہر تک وہ وہاں بیٹھی رہیں کسی نے ایک بار پوچھا بھی نہیں کہ بچے کو کیا ہوا۔ وہ وہاں سے احمدیہ ہسپتال آگئیں تو یہاں نہ صرف ڈاکٹرز نے بہت ہمدردی کے ساتھ بچے کا فوری علاج شروع کردیا بلکہ دوائی خریدنے کے لئے مدد بھی کی۔

ڈاکٹر گیرا

ایک وزٹنگ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ وہ بہت سالوں سے احمدیہ ہسپتال کے ساتھ کام کررہے ہیں۔ احمدیہ ہسپتال میں کام کرنے کا ماحول بہت عمدہ ہے۔ باہمی احترام اور محبت کے ساتھ ہم سب یہاں کام کرتے ہیں۔

طعام

اس استقبالیہ تقریب میں دو صد کے قریب مہمانوں نے شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ یہ تمام کھانا ہسپتال کے عملے کی خواتین نے خود تیار کیا تھا۔ آخر پر ہسپتال کے عملے کی اجتماعی تصاویر ہوئیں۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اصلاح نفس کے اصول

امام غزالی کی کتاب ’’احیاء العلوم‘‘ میں لکھا ہے کہ اصلاح نفس کے چار اصول ہیں۔

1. مشارطہ، اپنے نفس کے ساتھ شرط لگانا کہ گناہ نہیں کروں گا۔ ہر صبح اپنے نفس کے ساتھ شرط لگائی جائے کہ آج دن بھر گناہ نہیں کرنا۔

2. مراقبہ، کہ آیا گناہ تو نہیں کیا۔ دن بھر اپنی نگرانی رہے کہ گناہ نہ ہو جائے۔

3. محاسبہ، کہ اپنا حساب کرے کہ کتنے گناہ کیے اور کتنی نیکیاں۔ رات کو سونے سے پہلے دن بھر کا جائزہ لیا جائے کہ کیا غلط ہوا اور کیا اچھا۔

4. مؤاخذہ، کہ نفس نے جو دن بھر میں نافرمانیاں کیں ہیں اس کو ان کی سزا دینا یعنی عبادت کا بوجھ ڈالے۔ جو غلط ہوا اس پر شرمندگی کے ساتھ استغفار کرے اور جو اچھا ہوا اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اصلاح کی طرف مائل کرے، آمین۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

	15مارچ2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:13	18:30
مدینہ منورہ	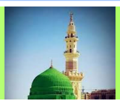	05:13	18:31
قادیان		05:18	18:36
ربوہ		04:58	18:16
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:48	18:07

فقہی کارنر

قرآن کریم میں سب قوانین موجود ہیں

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس ملک کے لئے نہ صرف رسول کر کے بھیجا بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی بنا دیا اور قرآن شریف کو ایک ایسے قانون کی طرح مکمل کیا جس میں دیوانی، فوجداری، مالی سب ہدایتیں ہیں سو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بحیثیت ایک بادشاہ ہونے کے تمام فرقوں کے حاکم تھے اور ہر ایک مذہب کے لوگ اپنے مقدمات آپ سے فیصلہ کراتے تھے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کا آنجناب کی عدالت میں مقدمہ آیا تو آنجناب نے تحقیقات کے بعد یہودی کو سچا کہا اور مسلمان پر اُس کے دعوے کی ڈگری کی۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23صفحہ 242۔243)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)